Qutub-e-Madina

کیا بد مذہب سیّد ہیں؟

مؤلف
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

باہتمام
محمد اویس رضا قادری

0300-8229655
0300-8749527

کیا بد مذہب سیّد ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الملک الحق المبین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ رحمتہ العلمین وعلی الہ الطیبین

واصحابہ الطاھرین امابعد!

بدمذہب سَیِّد کہلوانے والوں سے مصافحہ کرنا تو درکنار دیکھنا گوارانہیں بعض احباب نے کہا کہ سیّد کیسا ہو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے واجب التعظیم ہے میں نے کہا آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سر کا تاج ہے ہم آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت اور اُن کی تعظیم وتکریم ایمان کی جان سمجھتے ہیں لیکن بدعقیدگی اور غلط مذہبی خود بتاتی ہے آنصاحب سیّد ہی نہیں اگر چہ ہزار بار خود کو سیّد کہلوائے کیونکہ (بدمذہب سیّد نہیں) ہوسکتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے جس سیّد کا عقیدہ بگڑا تو ہمیں یقین ہوگیا کہ اس کی نسب میں کالا کالا ہے یا نطفہ کی خرابی کا نتیجہ ہے چناچہ آگے چلا کر دلائل سے ثابت کروں گا (ان شاء اللّٰہ) اسی لئے اس رسالے کا نام بھی یہ ہی رکھا ہے ۔ وما توفقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبہ النبی الکریم

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳ جمادی الاول ۱۴۱۱

مقدمہ

ہر سیّد کی تعظیم وتکریم اہلسنت اپنے ایمان واسلام کی رونق وتازگی تصور کرتے ہیں خواہ وہ خود کو کتنا ہی گرادے یہاں تک کہ لوگ اسے کیسا ہی سمجھے یا وہ بناوٹی سیّد بن کر آئے ہم نسبت سیادت کو سلام کریں گے نہ لوگوں کو غلط فہمی کا تصور اور نہ اس کی بناوٹ کا خیال۔ حضرت خواجہ خواجگان شہنشاہِ ولائیت علامہ مولانا غلام فرید صاحب چاچڑانی قدس سرہ کے ہاں ایک صاحب سیّد کے روپ میں بار بار نذرانے وصول کرتا رہا۔ کسی نے کہا حضرت یہ تو چاچڑاں کے محلے کا کٹانہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں کٹانہ کو نذرانہ نہیں دیتا میں نام کی نسبت کے صدقے حقیری خدمت کرتا ہوں۔ خدا کرے قبول ہوجائے لیکن اس رسالے میں صرف اور صرف اس سیّد کی بحث ہے جو صحیح النسب سیّد ہو اور اُس کی علامت یہی ہے کی وہ جادہِ راہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہٹ سکے گا بلکہ خدا تعالی اس کو جادہِ راہِ حق سے بھٹکنے ہی نہیں دے گا بدمذہبی کی لعنت کا طوق اُس کے گلے میں پڑے گا جس کا نسب ہی صحیح نہیں ہوگا کیونکہ صدیاں

گزریں سادات کرام کی عزت واحترام کو دیکھ کر بہت سے ہوائے نفس کے پھندے میں پھنس کر اپنا نسب چھوڑ کر سیّد بن گئے جب کہ آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہیں ہیں قریشی، ہاشمی، علوی ایسے ہی کسی بھی اعلیٰ شخصیت کی اولاد ہونے پر شاہ جی کا لقب ملا تو چند سالوں بعد وہ سیّد صاحب ہیں بلکہ ہم نے بہت سے بدقسمتوں کو دیکھا ہے کہ اپنے علاقے سے کہیں دور سکونت پذیر ہوئے تو اپنی عزت بڑھانے پر سیّد السادات اور مخدوم والمخادم ہیں کچھ دینا و دولت وافر مل گئی تو عوام کے جھکاؤ سے اور اِترائے۔ اگر کوئی صاحب مبالغہ نہ سمجھے تو بہت سے سادات کی گدیوں پر چند گندے ٹکے پھینک کر ان کے شجرہ نسب میں کسی بُزرگ سے نسب ملا کر سیّد ہونے کا سرٹیفکیٹ بنوالائے اب ایسے سیّد صاحب کہ اگر انھیں کوئی سیّد نہ مانے تو مار کھائے اس قسم کے درجنوں بلکہ سینکڑوں حربے استعمال کر کے سیّد بن جاتے ہیں اگر اس قسم کے لوگوں سے کوئی بدمذہب، وہابی، دیوبندی، شیعہ مرزائی وغیرہ یعنی مُرتد ہو جائے تو کوئی بڑی بات نہیں ہاں وہ اصل نسب سیّد جسے خونِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شیرِ بتول رضی اللہ عنہا نصیب ہے۔ اس کے متعلق بدمذہبی کا سُوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اسی لئے جو بدمذہب ہے اور سیّد ہونے کا بھی دعویٰ کرے۔ ہم اسے سیّد نہیں مانے گے نہ ہی اسکی تعظیم وتکریم کریں گیں بلکہ اس کی تعظیم وتکریم سے اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہونگے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم اِنھیں تھامے رہے میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے ایک اللہ کی کتاب اس میں ہدایت اور نور ہے دوسری میری عترت۔ (دفی روایۃ مطان عترتی سنتی لمان العترۃ تلزم السنۃ)

فائدہ اگر ہم بدمذہب کو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرلیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اس کی بدمذہبی کو حق تسلیم کر رہے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آل وعترت کی اتباع کو ضرور قرار دیا ہے اور حق یہ ہے کہ ہم اپنی غلط خیالی کو آگ میں ڈال سکتے ہیں لیکن فرمانے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غلط تصور نہیں کر سکتے بلکہ تصور کرنے والے کو جہنم کا ایدھن تصور کریں معلوم ہو کہ بدمذہب سیّد ہے ہی نہیں۔

سچا سُنّی

مذکورہ بالا ارشاد کے مطابق سچا سُنّی وہی ہے جو سیّدُ نا امام شافعی رضی اللہ عنہ عقیدہ رکھتا ہے۔

یا اهل بیت رسول الله حبکم فرض من اللّٰہ فی القرآن انزله

کفا کم من عظیم القد ر انکم من ثم یّصال علیکم ل ا صلوة له

الُ النبی ذریعتی وهم الیه وسیلتی ارجو بهم اعطی غزا بالیمین صحیفی

" کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیعت تمہاری محبت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے کہ جو تم پر دورود نہ پڑھے اُس کی نماز کامل نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ اطہار میرے لئے ذریعہ نجات ہے اور آل اطہار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کا میرے لئے وسیلہ ہے مجھے امید ہے کہ آلِ پاک کے صدقے میں قیامت کے دن مجھے میرا اعمال نامہ میرے دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ روزِ قیامت جب اہلِ بیعت کا سُوال ہو گا (جس طرح کے سب صحابہ کا) خاجیون اور ناصبیوں کا جو (اہل بیعت سے قطع نظر) صحابہ سے محبت کا دعویٰ ہے وہ ایسے ہی جھوٹا ہے جیسے شیعوں کا (صحابہ سے قطع نظر) اہلِ بیت سے محبت کا دعویٰ ہے۔ صحابہ و اہلِ بیعت (رضی اللہ عنہم) دونوں کی محبت جان وایمان ہے۔ دورِ حاضر کے جملہ اہلسنت کے امام ومجدد اعظم سیدُ نا اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے فرمایا۔

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

امام اہلِ سنت کی سادات اور اہلِ بیت سے عقیدت کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اولاد بتول اور سلطان العارفین حضرت سلطان باهو رضی الله عنه

ہم مقام امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو حضرت سلطان العارفین، سلطان الفقر سلطان باہو، روح پنجم جو سیر ذات ھو کے مدارج اعلیٰ پر فائز ہیں کی نظر میں دیکھتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب " نــور الهــدیٰ " نمبر ۲۲۱ پر فرماتے ہیں شیخ اور طالب ہر دور کے لئے فرضِ عین ہے کہ سادات کی خدمت میں سرنگوں رہیں جو شخص سادات کو راضی نہیں کرتا اس کا باطن ہرگز صاف نہیں ہوتا اور معرفت الٰہی کو نہیں پہنچتا کیونکہ جو سادات کا خادم ہو وہ آخر مخدوم ہو جاتا ہے اور جو آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اولادِ علی رضی اللہ عنہ اور اولادِ بتول رضی اللہ عنہا کا منکر ہے وہ معرفت سے محروم ہے۔

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

حضرت سلطان باھو اپنے بارے میں خود میں فرماتے ہیں۔

شد اجازت باھو را از مصطفیٰ خلق را تلقین بکن بہہ خدا

دست بیعت کرد مارا مجتبیٰ خاک پائم از حسین واز حسن

معرفت گشتہ است برمن انجمن

باھو رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ملی کہ خلقت کو خدا کی رضا کے لئے تلقین کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ہمیں بیعت فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنا بیٹا کہہ کر پکارا ہے اور میں حسین اور حسن علیہم السلام کی خاکِ پا ہوں معرفت میرے لئے محفل بن گئی ہے۔

"عقلِ بیدار" میں آپ فرماتے ہیں۔

خاک پائیم از حسین و از حسن ہر یکے اصحاب با ما انجمن

میں حسین اور حسن رضی اللہ عنہم کے پاؤں کی خاک ہوں اور انہی میں سے ہر ایک بزرگ کے ساتھ میری محفل رہتی ہے۔

اعجوبۂ باھو رضی اللہ عنہٗ

حضور سلطان العارفین سیّدنا سلطان باھو رضی اللہ عنہ ہر سال ماہِ محرم میں پہلا عشرہ انتہائی عقیدت و احترام سے ذکرِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا اہتمام فرماتے تھے اور نواسۂ رسول جگر گوشہ بتول صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم کا عرس پاک منایا کرتے تھے جو آج تک جاری وساری ہے اکثر لوگ ہی خیال کرتے ہیں کہ ماہِ محرم میں حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس مبارک ہوتا ہے جب کہ حقیقت اس کی منافی ہے درحقیقت محرم میں دس روز تک جاری رہنے والا سالانہ عرس مبارک حضرت باھو کا نہیں بلکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہے جو خود حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا جاری کردہ ہے۔

باب اوّل

قرآنِ مجید

۱۔ اِن اللہ لا یغفر ان یشراک بہ و یغفر مادون ذٰلک لمن یشاء (پ۵)

"اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا کہ اُس کا شریک ٹھرایا جائے اس کے ماسوا جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادے۔"

فائدہ اس آیات میں قطعی طور (مشرک، کافر، مرتد، بد مذہب، شیعہ، مرزائی، دیوبندی) تمام سے بخشش کی نفی ہے اگر سیّد (برائے نام) مرتد ہوگیا تو اس کی بخشش کہاں۔ اگر احادیث شفاعت اہلِ بیت میں اسے عام رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ پر امکان کذب لازم آتا ہے اور وہ بالاتفاق محال ہے اسی پر ہمارا اور مخالفین کا اختلاف ہے اگر سیّد (برائے نام) مرتد کی نجات مان لی جائے تو پھر مسئلہ امکان کذب بھی ماننا پڑے گا۔

۲۔ الحقنابھم ذریتھم وما التنا ھم من عملھم من شیئی (پ۲۷)

"ہم نے ان کے ساتھ ان کی اولاد ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی۔"

فائدہ اس آیات میں خانوادۂ نبوت کے علاوہ تمام محبوبانِ خدا انبیاء، اولیاء کی اولاد کو ان کے ساتھ ملانے کا وعدہ ہے لیکن اس میں بھی ایمان کی شرط پہلے ہے چنانچہ آیت مذکورہ کی ابتدا میں ہے۔

والذی آمنو او اتبعتھم ذریتھم بالیمان

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی اسی وجہ سے پسر نوح علیہ السلام قطعی طور پر جہنمی ہے کہ وہ اگرچہ اہلِ بیت نبوت میں سے تھے لیکن۔

پسر نوح چوں بہ بدان ب نشت   خاندان نبوتش گم شد

جب وہ بُرے (کافروں) کے ساتھ بیٹھا (ملا) تو اس کا بیٹے ہونے کی حیثیت (گم) ختم شد۔

۳۔ **انما یریدُ الله لیذھب عنکم الر جس اھلِ البیت و یطھر کم تطھیرا** (پ ۲۲)

اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے بُرائی اور فحش چیزوں کو دور رکھے اور تمہیں جس (گناہ و کفر وغیرہ) کی میل کچیل سے پاک رکھے۔

فائدہ اس آیات میں اہلسنت کے نزدیک ازواج مطہرات کے علاوہ آلِ فاطمہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) مراد ہیں یہی مؤخرالزکر اس تصنیف کا موضوع ہے آیت میں تطہیر بھی مطلق ہے اور اہلِ بیت بھی مطلق اور قرآن کا قاعدہ ہے **المطلق اذا اطلق مرادبہ الفرد الکام** بوقت علے اطلاق مجلق کا فرد کامل کفر (اوتداد) وغیرہ ہے، اگر اس کے برخلاف اور وہ اس کے لئے محال ہے اس پر متزلہ اور تو خلف الوعد کے علاوہ اجتماع النقیضین لازل لازم آتا ہے۔

(۱) تطہیر (۲) جس (کفر) یعنی اوتداد اور بدمذہب ومحال (وہ محال ہے) کوئی سیّد (برائے نام) مرتد (بدمذہب) کو خاندان نبوت میں شامل کر رہا ہے تو وہ خلف الواعد اور اجتماع النقیضین کو قول حق اور سچ ثابت کرے پھر۔

فائدہ امام المکاشفین عارف باللہ سیّدُ نا ابنِ العربی قدس سرہ نے فرمایا کہ آیات میں تا قیامت سادات کرام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد (اہلِ بیت سے ہے) مراد ہے ۔ (الشرف المؤبد از فتوحات مکیہ شریف)

۴۔ **انہُ لیس من اھلک** (پ ۱۲ ھود ۴۶)

اے نوح علیہ السلام وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں۔

اس کی علت بتائی۔ **انہُ غیر صالح** بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں حضرت مفتی احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ اس آیات کے تحت لکھتے ہیں کہ یہاں غیر صالح سے مراد بدعقیدگی بھی ہے کہ یہ دل کا عمل ہے کفار کی صحبت بھی، اس آیات سے معلوم ہوا کہ جو شخص شیعہ، وہابی یا مرزائی ہو جائے وہ سیّد نہیں۔ اگر چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہو کیونکہ سیّد ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے دیکھو کافر بیٹا مومن باپ کی میراث نہیں پاتا۔ قرابت نسبی اگر چہ دینی قرابت سے قری ہے لیکن بغیر قرابت دینی کے نسبی قرابت بے کار ہے۔

۵۔ **اَمّا الجدارُ فکان لغلمین یتیمین فی المدینہ و کان تعته کنزتھما وَکانَ ابو ھما صالحا**

رہی وہ دیوار وہ شہر کے ۲ دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔

فائدہ حضرت محمد بن المنکد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کی نیکی کی وجہ سے اس کی اولاد کو اور اولاد دراولاد کو اور اس کے کنبہ والوں اور اس کے محلّہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔

۶۔ قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ (پ ۲۵ شوریٰ)

فرمادیجئے اے لوگوں! میں تم سے اس (ہدایت وتبلیغ) کے بدلے کچھ اجرت وغیرہ نہیں مانگتا سوائے قرابت کی محبت کے۔

حدیث حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ ان تحفظونی فی اهلِ بیتی وتودو هم لی

لوگو! میں تم سے اس (ہدایت وتبلیغ) کے بدلے کچھ اُجرت نہیں مانگتا۔ سوائے قرابت کی محبت کے اور یہ کہ تم میری حفاظت کرو میرے اہل بیت کے معاملے میں اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو۔

فائدہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جس کا ایمان تابناک ہوتا ہے وہ اہلِ بیت وسادات سے محبت کرتا ہے جس کا دل تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے وہ ان سے بغض اور نفرت کرتا ہے۔

باب دوم

احادیث مبارکہ

۱۔ سیّدِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، انا قسیم النار (نسیم الریاض صہ ۱۶۳ ج ۳) میں دوزخ بانٹوں گا۔ یعنی دین سے منحرفین اور اعدائے اسلام کو دوزخ میں بھیجنے کا آرڈر دونگا۔ ظاہر ہے کہ آپ اپنی اولاد کو خود دوزخ میں کیسے پھینکیں گے وہی دوزخ میں جائیں گیں جن کا آپ کی اولاد ہونے سے سلسلہ منقطع ہوگیا ہوگا اور ان قطع کا موجب وہی ہیں ارتداد (بدمذہبی اور غلط عقیدگی)۔

قاعدہ فن حدیث کا قاعدہ ہے جس روایت کا راوی ثقہ ہو اور وہ مروی عن اصحابی ہو لیکن اس میں عقل کو دخل نہ ہو تو وہ حکماً مرفوع حدیث ہوتی ہے (نسیم الریاض صہ ۱۶۳ ج ۳) کیونکہ جب وہ روایات عقل سے وارد ہے تو لامحالہ صحابی کے اجتہاد کو دخل نہیں اسی لئے یہ قول درحقیقت قولِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا جائے گا، اس روایات کو ابنِ اثیر نے لیا ہے اور وہ ثقہ ہیں اور اس روایات میں عقل کو بھی دخل نہیں لہذا ثابت ہوا کہ بدمذہب سیّد نہیں ہوسکتا۔

فائدہ حضرت ملاّ علی قاری فرماتے ہیں۔

فقدود مرفوعاً انما سمیت فاطمہ لان اللہ قد فطمہا وذریتہا عن النار یومہ قیامۃ اخرجہ الحافظ الدمشقی' وردی النسائی مرفوعاً انما سمیت فاطمہ لان اللہ تعالی فطمہا و محبتیہا عن النار

مرفوعاً وارد ہے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) کہ فاطمہ اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوران کی اولاد کو قیامت کے دن آگ سے محفوظ کردیا ہے یہ روایات حافظ الحدیث ابنِ عساکر دمشقی نے بیان کی امام نسائی حدیث مرفوع روایات کرتے ہیں کہ فاطمہ اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوران کے مُحبّین کو آگ سے محفوظ کردیا ہے۔(شرح فقہ اکبر صہ ۱۱۰)

بہانہ جُورا عذرہا بسیار

ہمارے دور میں وہابیوں دیوبندیوں نے نجدی بیماری پھیلادی ہے کہ فضائل وکمالات کی روایات ضعیف موضوع ہیں اوراہلِ بیت کے فضائل کی روایات راوی شیعہ ہیں (معاذ اللہ) وغیرہ وغیرہ۔فقیرعرض کرتا ہے کہ روایات مذکورہ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے الامن العلی میں بیان فرمائی ہیں اور آئمہ اہلِ سنت سے نقل فرمائی ہیں۔امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے حضرت شاذان فضلی نے جزردالشمس میں روایات کیا ہے۔فقیر نے تحقیق ردالشمس تصنیف میں تفصیلی عرض کردی ہے۔

کیا اس کے باوجود بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایات شیعہ روایات ہے ؟؟

کیا حضرت شاذان فضلی ،قاضی عیاض، ابنِ اثیر اور علامہ شہاب الدین خفاجی سب ہی شیعہ ہیں ؟؟

اب بتایا جائے اس روایات کے بیان کرنے پر اس الزام میں حافظ ابنِ عساکر دمشقی ،امام نسائی اورملا علی قاری کو بھی شیعہ کہا جائے گا؟ان حضرات کوشیعہ قرار دینے والا کیا اپنا نام خوارج کی فہرست میں داخل نہیں کرائے گا؟؟

لطیفہ

مذکورہ بالاعنوان فقیر نے ازراہِ تفنن نہیں بلکہ ایک حقیقت ظاہر کردی ہے تجربہ کرلیں۔ دُور کی بات نہیں اہلِ سنت نے حدیث

یاجابرا دل ما خلق نبیک من نورہ

اے جابر اللہ تعالی نے سب سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے اثبات میں پیش کی تو سب سے پہلا جواب یہ ہی کہ اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور چونکہ وہ شیعہ ہیں اس لیئے نا قابلِ قبول ہے حالنکہ یہ ہی ایک غدر ہے ورنہ امام عبدالرزاق اتنا ثقہ ہیں کہ امام بخاری و امام مسلم جیسے آئمہ احادیث کو ان کی ثقاہت پر مکمل اعتماد ہے پھر شیعہ کا لفظ اس دور میں سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے طرف وار کو کہا جاتا ہے اور اس دور میں شیعہ کا لفظ سنی پر ہی اطلاق ہوتا ہے دور کی تبدیلی سے اب کی اصطلاح اور ہے لیکن مخالفین نے دھوکہ دے ہی دیا۔

حدیث نمبر ۲ حضور سرورِ دوعالم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حرمت نگاہ رکھی تو اللہ تعالی نے اسے اور اس کی نسل پر آگ کو حرام کردیا۔ (رواہ ابولعیلی فی المسند والطبرانی فی الکبیر الحاکم فی المستدد)

فائدہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحیح النسب سیّد دوزخ میں نہ جائیگا اور جو سیّد قوم کا مدعی بدمذہب (شیعہ، مرزائی، وہابی) ہوگیا تو اگر وہ بلا توجہ مرا تو سیدھا جہنم میں جائیگا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا۔

وَلَا الَّذِینَ یَمُوتُونَ وَھُمْ کُفَّارٌ ط اُولٰٓئِکَ اَعْتَدنَا لَھُم عَذَاباً اَلِیماً (پ ۴ النسا)

''اور نہ اُن کی جو کافر مریں اُن کے لیئے ہم نے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے۔''

انتباہ

حضور اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آلِ فاطمہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو بہشت کی نوید سنائی اور مُرتد (بدمذہب) کا اللہ تعالی نے بہشت میں داخلہ قطعی طور پر بند کردیا ہے اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ بدمذہب سیّد نہیں ورنہ ارشاد گرامی غلط ہوجائے گا اور ہمارا عقیدہ ہے کہ کائنات الٹ سکتی ہے لیکن قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی طریقے سے نہیں بدل سکتا۔

حدیث نمبر ۳ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

سالت ربی ان لا ید خل احداً من اھل بیتی النار اعطانیھا (ابوقاسم بن بشر ان فی الامالی)

فائدہ اہلِ سنّت کے اصول پر نبی علیہ السلام کی دُعا ضرور مستجاب ہوتی ہے۔ (عینی شرح بخاری) جب یہ عقیدہ پختہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، آلِ فاطمہ رضی اللہ عنہم کے لئے ضرور مستجاب ہوئی ادھر قرآنی فیصلہ ہے کہ مرتد یقیناً جہنمی۔ اللہ تعالی نے فرمایا۔

وَمن یرتدد منکم عن دینه فیمت وھو کافر فا ولیک حبطت اعمالھم فی الدنیا االاخرۃ ج واولیک اصحب النار ج ھم فیھا خلدون

''اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انھیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔''

انتباہ بدمذہب کو سیّد ماننے سے خدا تعالی کے ارشادِ گرامی کا انکار کرنا لازم آئے گا ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی استجاب کو غلط کہنا پڑے گا لیکن کوئی مسلمان ان دونوں باتوں کے خلاف گوارا نہ کرے گا۔

سوال احادیث مزکورہ تمام آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل نہیں بلکہ صرف حسنین کریمین رضی اللہ عنہما مراد ہیں جیسا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تصریح فرمائی ہے؟؟

جواب حضرت امام مسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے تو اضعاً فرمایاتھا جیسا کہ تفصیل آئے گی ان شاء اللہ عزوجل۔

فائدہ امام احمد رضا محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ کافر (مُرتد) اس نسل طیّب وطاہر سے تھا ہی نہیں، اگر چہ سیّد بنایا لوگوں میں براہ غلط کہلاتا ہو اور فرمایا کہ سادات تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں مزید ان کا بیان ان کے فتویٰ میں آئے گا جو چند اوراق کے بعد عرض کروں گا۔ ان شاء اللہ عزوجل

باب سوئم

اقوالَ علماءِ کرام رحمہم اللہ

علامہ یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نے سادات کرام کے فضائل ومناقب پر مدلل ضخیم تصنیف، ''الشرف المؤبد'' لکھی ہے آپ کا سادات کرام کے ادب کے بارے میں یہ حال ہے کہ علامہ دین حجر رحمتہ اللہ علیہ کے فتاویٰ کے حوالے سے لکھا کہ جس شخص کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خانوادے سے قائم ہو اس کا بڑا جرم اور دیانت اور پرہیزگاری سے عاری ہونا اسے نسب علی سے خارج نہیں کردیگا۔ (الشرف المؤبد عربی صہ ۴۶)

سید کی سزا نام غلاظت دھونا ھے

ان کے ادب سادات کی عبارت لکھ کر فرماتے ہیں کہ بعض محققین نے فرمایا، خدانخواستہ اگر کسی سیّد سے زنا، شراب نوشی یا چوری سرزد ہوجائے اور ہم اس پر حد جاری کردیں تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی امیر بادشاہ کے پاؤں کو غلاظت لگ جائے اور اس کا کوئی خادم اسے دھوڈالے۔ (ایضاً)

اظہارِ حق

ایسے باادب علامہ دوران رحمتہ اللہ نے بھی وہی فرمایا جو ہمارا موقف ہے اسی کتاب کے صہ ۴۶ میں لکھتے ہیں۔

نعم الکفران فرض وتو عد لا حد من اهل البیت والعیاذ باللہ هو الذی یقطع النبة بین من وقع منه و بین مشرته صلی اللہ علیه وسلم

معاذ اللہ اگر (بالفرض) اہلِ بیت کے کسی فرد سے کفر سرزد ہوجائے تو اس کی نسبت اسے شرافت بخشنے والی ذاتِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع ہوجائے گی۔

صحیح النسب سیّد کی علامت

علامہ یوسف نبھائی رحمتہ اللہ علیہ سیّد صحیح النسب سیّد کی ایک بہترین علامت بتاتے ہیں اسی کتاب کے ایک صفحہ پر لکھتے ہیں کہ میں بالفرض کی قید اس لئے لگائی ہے کہ مجھے تقریباً یقین ہے کہ سیّد صحیح النسب سے کفر واقع نہیں ہوگا جس کے نسب صحیح کا اتصال

محبوبِ ربُّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی ہو اللہ تعالیٰ اُنھیں اس سے محفوظ رکھے بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جن کی سیادت (سیّد ہونا) یقینی ہے ان سے زنا لواطت وغیرہ کا وقوع محال ہے کفر کا تو سُوال ہی کیا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

صحیح اور سچی سیادت (سیّد ہونا) یہ ہی ہے کہ وہ بدمذہبی تلویث کے علاوہ گناہوں کی گندگی سے بھی پاک ہو اور ''وَ یُطھِرکم تطھیرا'' کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ حضرات ظاہراً و باطناً پاک ہوں۔

امام شاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ

اہلِ سنّت کے مسلم مجددِ اعظم ہیں اور منکرین کو ان کی فقاہت کا اعتراف ہے ان کے فتویٰ سے پہلے ان کی سادات سے نیازمندی وعقیدت کے واقعات مدنظر رکھیں۔

آداب اہل بیتِ عظام

سادات کرام اور اہلِ بیت نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے ان کی محبت وتعظیم ہی آپ کی تعظیم ہے۔فاضلِ بریلوی علیہ رحمتہ کی ذات اس سلسلہ میں بیشتر علمائے کرام سے منفرد نظر آتی ہے مندرجہ ذیل واقعات پڑھنے سے یہ بات ظاہر ہو جائے گی۔

۱۔ ایک کم عمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سیّد زادے ہیں لہذا گھر والوں کو تاکید کی کہ خبردار! کہ صاحبزادے صاحب سے کوئی کام نا لیا جائے کہ مخدوم زادہ ہیں کھانا وغیرہ اور جس چیز کی ضرورت ہو پیش کی جائے چنانچہ حسبِ ارشاد تعمیل ہوتی رہی کچھ عرصے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔

یہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمتہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ہے۔

۲۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کوئی استاد کسی سیّد زادے کو مار سکتا ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا ''**قاضی حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے کہ اس کے سامنے اگر کیسی سیّد حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت کرے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو یہ حکم -----** تابہ معلم چہ رسد

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا کتنا پاک عقیدہ ہے اس والہانہ محبت وعقیدت کا اظہار ان کے اس شعر سے ہوتا ہے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

پرانے شہر بریلی کے ایک محلّہ میں آج صبح ہی سے ہر طرف چہل پہل تھی دلوں کی سرزمین پر عشقِ رسالت کا کیف وسرور کالی گھٹاؤں کی طرح برس رہا تھا۔ بام ودر کی آرائش، گلی کوچوں کا نکھار رہ گزاروں کی صفائی اور دور دور تک رنگین جھنڈیوں کی بہار ہر گزرنے والے کو اپنی طرف متواجہ کر رہی تھی معلوم ہوا کہ دینائے اسلام کی عظیم ترین شخصیت دین کے مجدد، اہلِ سنت کے امام، عشقِ رسالت کے گنج گراں مایہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی آج تشریف لانیوالے ہیں ان کے خیر مقدم کے لئے یہ سارا انتظام ہو رہا ہے۔

چنانچہ امام اہلِ سنت کی سواری کے لئے پالکی دروازے کے سامنے لگا دی گئی تھی سینکڑوں مشتاقانِ دیدار انتظار میں کھڑے تھے وضو سے فارغ ہوکر کپڑے زیب تن فرمائے عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے چہرۂ انور سے فضل وتقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا طلعت جمال کی دلکشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا بڑی مشکل سے سواری تک پہنچے۔ پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کُہاروں نے پالکی اُٹھائی آگے پیچھے داہنے بائیں نیازمندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی پالکی لے کر تھوڑے ہی دور چلے تھے کہ امام اہلِ سنت نے آوازدی پالکی روک دو! حکم کے مطابق پالکی روک دی گئی۔ ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رک گیا۔ اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے کُہاروں کو اپنے قریب بُلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا آپ لوگوں میں کوئی سیّد ''آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں ہے؟ اپنے جدّ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے میرے ایمان کا ذوق ''لطیف تنو جاناں'' کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔ اس سُوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا پیشانی پر غیرت وپشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں بے نوائی آشفتہ حالی گردشِ ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان سے کہا۔ ''مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات پات نہیں پوچھا جاتا۔ آہ آپ نے میرے جداعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔ سمجھ لیجئے میں ایک مُرجھایا ہوا پھول ہوں۔ جس کی خوشبو سے آپ کی مشامِ جاں معطّر ہے رگوں کا خون نہیں بدل سکتا۔ اس لئے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے سے انکار نہیں ہے لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بنالوں۔ پالکی اُٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں ابھی اس کی بات تمام بھی نہیں ہوئی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ پہلا حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالمِ اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ

پھوٹ کر التجا کر رہا تھا۔ ''معزز شہزادے! میری گستاخی کو معاف کر دو۔ لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہوگئی ہے ہائے غضب ہو گیا جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی۔ قیامت کے دن اگر کہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائیں تو میں کیا جواب دوں گا؟ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموسِ عشق میں کتنی بڑی رسوائی ہوگی''۔

آہ!! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے بالکل اسی انداز میں وقت کا ایک عظیم المرتبت امام اس کی منت سماجت کرتا رہا اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھتے رہے یہاں تک کے کئی بار زبان سے اقرار کر لینے کے بعد امام اہلسنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی چوں کہ راہ میں خون جگر سے زیادہ وجاہت وناموس کی قربانی عزیز ہے اس لئے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کندھوں پر اُٹھاؤں۔

اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے وفورِ اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہوگئیں ہزار ہا انکار کے بعد عاشقِ جنوں خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔ آہ! وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا جب اہلِسنت کا جلیل القدر امام کُہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم فضل، جُبہ ودستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودیِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گم نام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔ شوکتِ عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے۔ کدورتوں کا غبار چھٹ گیا غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو بھی مان لینا پڑا کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس کے دل کی عقیدتوں اور اخلاص کا یہ عالم ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وارفتگی کی اندازہ کون لگا سکتا ہے اہلِ انصاف کو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوا کہ نجد سے لے کر سہانپور تک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا رضی اللہ عنہ کی برہمی قطعاً حق بجانب ہے صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا۔ وفا پیشہ دل کا یہ غیظ ایمان کا بخشا ہوا ہے۔ نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔

گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی تحقیق انیق

وہ امام احمد رضا قدس سرہ جن کی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نسبت سے متعلق امر کے بے ادب گستاخ سے لڑتے لڑتے گزری جن کا قلم کبھی نہ بہکا وہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ جو عقیدہ کفر رکھے نہ اُسے سیّد کہنا جائز ہے اور نہ ہی وہ سیّد صحیح النسب ہے۔

بالجملہ ولید بلید خواہ کوئی پلید ختمِ نبوت کا ہر منکر عنید صراحۃً اجاحد ہو یا تاویل کا مرید مطلقاً نفی کرے یا تخصیص بعید، امیری، قاسمی، شہیدی مرید رافضی غالی وہابی شدید۔ سب صریح کافر مرتد طرید علیہم لعنۃ العزیز الحمید اور جو کافر ہو وہ قطعاً سیّد نہیں اللہ تعالی فرماتا

ہے۔ انہ لیس من اھلک انہ عمل گیر صالح نا اسے سیّد کہنا جائز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاتقولو للمنافق سیّد فانہ ان یکن سیدافقد استعطم ربکم عزوجل (رواہ ابو دائود النسائی بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالی عنہ) منافق کو سیّد نہ کہ اگر وہ تمہارا سیّد ہو تو تم پر تمہارے رب عزوجل کا غضب ہو۔ روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا قال الرجال للمنافق یا سیّدُ فقد ا غضب ربہ جو کسی منافق کو اے سیّد کہے اُس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لیا۔

بد مذھب سیّد نہیں

(اقوال) امر یہی نہیں ہے کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعتِ شرعی اور نسب سیادت کا اعضائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں اگرچہ سیّد بنتا اور لوگوں میں براہِ راست سیّد کہلاتا ہوا آئمہ دین اولیاءِ کاملین علمائے عاملین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تصریح فرماتے ہیں کی سادات کرام بحمدِ اللہ تعالی خباثت کفر سے محفوظ و معصون ہیں جو واقعی سیّد ہے اس سے کبھی کفر نہیں ہوگا۔ قال اللہ تعالی:

انما یرید اللہ لیزھب عنکم الرجس اھل البیت وطھر کم تطھیرا ہ

''اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والوں اور تمہیں خوب پاک کر دے ستھرا کر کے۔''

حدیث نمبر ۱ تمام فوائد اور بزارد ا بو یعلے مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمہ احصنت فعر مھا اللہ وذریتھا علی النار

بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حرمت نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کر دیا۔

حدیث نمبر ۲ ابوالقاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سالت ربی ان لا ید خل احدا من اھل بیتی النار فاعطاینھا

''میں نے اپنے رب عزوجل سے سُوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔''

فائدہ یہاں احادیث لکھنے کے بعد تحریر فرمایا کہ نار کی دو قسمیں ہیں نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو اور نارِ خلود کافر کے لئے ہے اہلِ بیت کرام میں حضرت امیر المومنین مرتضیٰ و بتول زہرا و حضرت سیّد مجتبےٰ وشہیدِ کربلا صلے اللّٰہ تعالی علیٰ سیّد ھم و علیھم و بارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم تا قیام

قیامت کے حق میں اگر بفضلہٖ تعالیٰ مطیق وخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلمات اہلِ تحقیق ناظر جب تو مراد بہت ظاہر اور منع خلود ومقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود ہے۔

اقوال علماء

شرح الواھب للعلامۃ الزاقانی میں زیر حدیث مذکورہ انما سمیت فاطمہ ہے۔

اور بحر حال وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) اوران کے دونوں بیٹے تو منع مطلق ہے اور دوسروں کے لئے خلودِ ممنوع ہے اور اللہ مغفرت کرنا چاہتا ہے ان لوگوں کی جنھوں نے ان میں سے گناہ کیا، فاطمہ رضی اللہ عنہا اوران کے باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کے لیئے اور جو ابو نعیم اور خطیب نے روایت کیا کہ علی رضا بن موسیٰ کاظم ابنِ جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عزت کو محفوظ رکھا تو اس بارے میں انہوں نے فرمایا یہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے اور اخباری علماء نے جو یہ نقل کیا کہ جب ان کے بھائی زید نے مامون پر خروج کیا تو انہوں نے ان کو کی کہ '' کیا تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول نے مغالطہ میں ڈال دیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا احصنت ، یہ قولیہ تو صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کے پیٹ سے نکلے میرے تمہارے لئے نہیں، تو محض یہ تواضع کے طور پر تھا۔ اور مناقب پر اترانے سے بچنا تھا جس طرح کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہما جن کا جنت میں جانا قطعی تھا انتہائی خفف کے عالم میں رہتے تھے ورنہ زبان عرب میں لفظ ذریت صرف پیٹ سے پیدا ہونے والی اولاد پر ہی نہیں بولا جاتا ہے قرآن میں ہے۔ اور انکے ذریت سے داؤد اور سلیمان ہیں حالانکہ ان کے درمیان صدیوں کا فاصلہ تھا تو علی رضا جیسے فصیح وعارف بالغتہ یہ ارادہ نہیں کر سکتے تھے پھر اطاعت گزار کی قید سے مقید کرنا ذریت اور محبت کرنے والوں کی خصوصیت کو باطل کرتا ہے وہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فرمانبردار کو عذاب دے سکتا ہے تو ان کی خصوصیت یہ کہ ان کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تکریم کی خاطر عذاب نہ دے گا واللہ عالم میں نے الا ان یقال کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اس کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ وقوع باجماع اہلسنت ممنوع اور امکان ان لوگوں کے نزدیک ثابت ہے جو امکان کے قائل ہیں ہمارے آئمہ ماتریدیہ اس خلاف ہیں کہ وہ اسے محال سمجھتے ہیں میں نے نوائح الرحموت شرح مسلم الثبوت کے حاشیہ پر یہ مسئلہ کھول کر بیان کر دیا وہاں میں نے اشعریہ کی طرف میلان کا اظہار کیا واللہ عالم بالصواب۔

فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو جس کی نسبت اہلبیت نبوی کی طرف ثابت ہو جائے تو پھر اس کا بڑے سے بڑا گناہ اس کو اس خاندان سے خارج نہیں کرے گا اس لئے بعض محققین نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شریف زانی یا چور ہو مثلاً جب ہم اس پر حد قائم کر چکیں، مگر جیسے امیر یا بادشاہ کہ اس کی دونوں ٹانگیں گندگی مین لتھڑ جائیں اور اس کا کوئی خادم دھودے اور یہ مثال صحیح دی ہے اور ان جیسے لوگوں کے بارے میں لوگوں کے قول میں غور کیا جانا چاہیئے کہ نافرمان بیٹا میراث سے محروم نہیں ہوتا ہاں اگر کفر کا

وقوع کسی اہلبیت سے فرض کیا جائے العیاذ باللہ تو یہ حضور سے نسبت کو قطع کردے گا اور میں نے ''فرض کیا جائے'' کا لفظ اس لئے کہا ہے کہ حقیقت کفر اس سے صادر ہو ہی نہیں سکتی جس کا صحیح نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے متصل ہو بعض نے زنا اور لواطت جیسے افعال کے وقوع کر شرفاء سے محال جانا ہے تو پھر کفر کا کیا ٹھکانہ؟؟

امام الطریقہ لسان الحقیقہ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے تھے اللہ نے آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو پاک کردیا تھا اور اُن سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور رکھا تھا تو وہ ہی مطہر ہیں بلکہ عین طہارت ہیں تو آیات دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالی نے **یغفر للک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر** میں آپ کے ساتھ آپ کے اہلِ بیت کو بھی شامل کیا ہے اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کے ذریعے ہر اس چیز سے پاک کردیا ہے جو بہ نسبت ہماری گناہ ہے تو اس حکم میں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام اہلِ بیت شامل ہوگئے جیسے سلمان فارسی اور یہ حکم قیامت تک ہے اس پر اُنھوں نے بڑا نفیس اور بہترین کلام کیا، قیہاں اس کا مطالعہ کیا جائے اللہ ہمیں اپنی پسند کے عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جو کلمہ گو منکر ضروریاتِ دین سیّد کہلاتا ھے ضرور قصداً سیّد بن بیٹھا ھے یا کسی اور وجہ سے انتساب میں خطا ھے

اگر کہے بعض کٹر نیچری بیشمار اشد غالی رافضی بہت سے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت خاتم شش مثل والے وہابی بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرین ضروریات دین ہیں سیّد کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔

اپنے منہ میاں مٹھو

سیّد کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگرچہ شہرت پر قناعت **والناس امناء علیٰ النسا بھم** (لوگ اپنی نسبوں کے آمین ہیں) مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو۔ تو شہرت پر قناعتنا مقبول وعلیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت اور کیا دلیل درکار کافر نجس ہے۔ **قال تعالی انما المشرکون** (بیشک مشرک پلید ہیں) نجس اور سادات کرام طیب وطاہر **قال تعالی ویطھر کم تطھیرا** اور نجس وطاہر بہم متبائن ہیں کہ ایک شے پر معاً اُن کا صدق محال جب علمائے کرام تصریح فرماتے چکے ہیں کہ سیّد صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃً ظاہر اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ سے براہِ دعوے سیّد بن بیٹھے **غلہ تا ارزاں شود امال سید می شوم** غلہ ستا جب ہوگا میں ابھی سے سید بنتا ہوں۔

دلیل جلیل ساطع کہ عقیدہ کفر یہ رکھنے والا ہرگز صحیح النسب نہیں

رافضیوں کے یہاں تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے آج ایک رذیل سارذیل دوسرے شہر میں جا کر رفض اختیار کرے کل ہی میر صاحب کا تمغہ پائے تو فلاں کا فر سے کیا دور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادّعا لے سیادت کیا اور جب سے ہوں ہی مشہور چلا آتا ہے اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اسی پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت نامہ ہے علامہ محمد بن علی صبان مصری **اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و فضائل اھل بیت الطاھرین** میں فرماتے ہیں۔

ومن این تحقق ذللک لقیام احتمال زدال بعض النساءِ وکذب بعض الا صول الانتساب

کیونکہ بعض عورتوں کا زوال ممکن ہے اور احتساب میں بعض اصول کا بھی ممکن ہے یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشاللہ کفر ہزار ہا ہزار حاشا اللہ نہ بطن حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا میں معاذ اللہ کفر و کافری کی گنجائش نہ جسم اطہر سیّد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذ اُباللہ دخول نار کے لائق الحمدللہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفریہ والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سیّد صحیح النسب نہیں۔

دلیل اوّل تین قیاس پر مشتمل قیاس نمبر ا۔ یہ شخص کفر ہے اور ہر کافر نجس نتیجہ یہ شخص نجس ہے قیاس نمبر ۲۔ ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں۔ نتیجہ کوئی سیّد صحیح النسب نجس نہیں۔ قیاس نمبر ۳۔ اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہ شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔ نتیجہ یہ شخص سیّد صحیح النسب نہیں قیاس اوّل کا صغری مفروض اور کبری منصوص اور دوم کا صغریٰ منصوص اور کبری بدیہی تو نتیجہ قطعی۔

دلیل دوم قیاس مرکب یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار۔ نتیجہ یہ شخص مستحق نار ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کا پارہ نہیں اور سیّد صحیح النسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کا پارہ ہے نتیجہ، یہ شخص سیّد صحیح النسب نہیں۔ پہلا کبریٰ منصوص قرآن اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان اور تیسرا عقلاً و فقہاً واضح البیان یہ تلخیص ہے کہ امام اہلِ سنت مجدد دین وملت سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے مضمون جزاؤ اللہ عدوہ بابانہ ختم النبوۃ کی۔

سیّدُنا مخدوم جہانیان جہاں گشت صلی اللہ علیہ وسلم

جد السادات فی الہند والسند سیّدُ نا مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری اوچی قدس سرہ کا فرمان۔

یک شبے در خواب دیدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم　　عرض کردم اے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

سیدان شیعہ اولاد توانند　　گفت لا واللہ واللہ لا

''ایک رات میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی کہ اے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے یہ شیعہ جو سیّد کہلاتے ہیں آپ کی اولاد میں سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم ہرگز ہرگز یہ میری اولاد میں سے نہیں۔

مولانہ نبی بخش حلوائی مرحوم لکھتے ہیں کہ شیعہ عقیدہ بوجہ کفر اسلام سے خارج ہو گئے وہ سادات سے بھی بائیکاٹ ہو گئے کیونکہ جب کوئی عضو گندہ ہو جاے تو اس کو ڈاکٹر کاٹ دیا کرتے ہین اور کفر سے نسبت اسلامی قائم نہیں رہتی ۔(النحل)

فتویٰ حضرت سراج الفقہاء رحمتہ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانہ سراج احمد مکھن بیلوی ثم خانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کا اعتاف نہ صرف اہلِ سنت کو ہے بلکہ مخالفین بھی آپ کی تحقیق کے سامنے سر جھکائے بغیر نہیں رہ سکتے برِصغیر میں مجدد دین وملت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی فقاہت کے بعد اگر کوئی فقیہ عالم دین تھا تو وہ آپ کی ذات بابرکات تھی آپ کے قلمی فتاویٰ میں سے فقیر اویسی غفرلہ نے یہ فتویٰ نقل کیا ہے صرف عربی عبارت لکھی ان کے تراجم نہیں لکھے اس لئے اکثر تراجم گزشتہ اوراق میں آچکے ہیں۔ یاد رہے کہ آپ کردو معاصر اور آپ کے پیر بھائی علماء کرام تھے بلکہ پیر طریقت اور ہزاروں مریدین کے صاحب ارشاد تھے ان کا محاکمہ کوئی معمولی بات نہ تھی لیکن بفضلہٖ تعالیٰ دونوں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو چودھویں صدی کا مجدد برحق مانتے اور ان کے بعد فقاہت میں استاذی المعظم سیدی سراج الفقہاء رحمۃ اللہ علیہ فقیہ کو جانتے تھے اسی لئے آپ کی تحریر ذیل نے ان کے اختلاف کو ختم کر دیا وہ فتویٰ یہ ہے۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء شریعت اس مسئلہ میں کہ مولوی غلام رسول کہتا ہے کہ سادات شیعہ امامیہ جو علاوہ سب وشتم اصحاب کرام کے قذف (نعوذ باللہ) اماں آئشہ رضی اللہ عنہا قرآن شریف کو بیاض عثمانی وغیرہ کے مدعی ہو کر منکر ضروریات دین ہیں اس لئے ان سے سلام، کلام، میل جول، ناطہ رشتہ ذبیحہ وغیرہ سب حرام ہیں ان کا حکم، حکم مرتدین کا ہے مولوی محمد یار ساکن گڑھی اختیار خان کہتا ہے چونکہ یہ سادات ہیں اس لئے واجب التعظیم مصداق **ویطھر کم تطھیراً و الا المودۃ فی القربی** اور مانند **بدین اعملوما شئتم قدغفرت لکم این مستواً بالفتوحات** وغیرہ من کتب التصوف میں بموجب شرع شریف فتویٰ غلام رسول صحیح ہے یا مولوی محمد یار؟

الجواب فتویٰ مولوی غلام رسول صاحب صحیح ہے فتوحات جز اوّل باب ۲۱ میں صرف یہ ہے کہ حق پاک نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی آل کو بھی شامل کر کے **یطھر کم تطھیرا** فرمایا اور قولہ **علیہ الصلواۃ والسلام** یعنی **لا اسئلکم علیہ اجرا المئودۃ فی القربیٰ** کے ذریعہ ہدایت فرمائی کہ سادات اگرچہ تیرا مال غصب کریں عزت برباد کریں قتل کریں تو نہ اس کی غیبت کرو نہ دل میں بغض بلکہ ان کا فعل مثل فعل تقدیر کے سمجھ کر معافی دے دو تا کہ عنداللہ درجہ عظمیٰ پاؤ بقولہ **فکذا ینبغی ان یقابل الملہ جمیع مایطرا علیہ من اھل البیت فی مالہ و نفسہ و عرضہ وا ھلہ و ذرید فیقابل ذلک کلہ بالرضی التسلیم البصر ولا**

خلاصہ مرزائی۔وہابی۔رافضی۔نیچری منکر ضروریات دین سید کا فرواجب التحقیر ہے۔ (لمخصا۶/ ۸)

(ف) چونکہ فتویٰ سراج الفقہا طویل ہے تخلیص کے طور پر لکھ دیا۔

خاتمہ

آل الحسنین رضی اللہ عنہما میں خونِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسے جزئیتمن حیث الذریۃ کا شرف حاصل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ہر ایک اولاد کا سلسلہ نسل بیٹوں سے چلتا ہے میرا سلسلۂ نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلے گا اور قائدہ ہے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں نسبتوں سے تعلق ہو اس پر آتشِ دوزخ حرام ہے بلکہ دینوی آگ کے اثرات سے بھی محفوظ۔ مثلاً آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دستر خوان سے ہاتھ پوچھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیشہ پانی سے نہیں بلکہ آگ میں ڈالنے سے صاف فرمایا کرتے تھے (خصائص) ایسے ہی جس آٹے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگ گیا تھا وہ آٹا تنور کی آگ سے محفوظ رہا۔ایسے ہی جن بیٹیوں کا آپ نے بچپن میں دودھ نوش فرمایا وہ دولتِ اسلام سے نوازیں گئیں۔اس طرح سے آتش جہنم سے محفوظ رہیں۔اسی قائدے پر اہلسنت کے نزدیک آپ کے والدین ماجدین و دیگر امہات و جدات و اجداد تا آدم وحوا علی نبینا و علیہم السلام کو ایمان کی دولت سے سرفراز مانا جاتا ہے تفصیل کے لئے دیکھئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے

رسائل ستہ اور امام احمد رضا مجدد اعظم رضی اللہ عنہ کا رسالہ شمول الاسلام ان کے فیض سے فقیر کی کتاب ''ابوین مصطفیٰ'' جب صحیح النسب سید کا یہ حال ہے تو پھر اس کی مذہبی تو اسے دوزخ میں لے جائے گی جیسا کہ فقیر نے سطور مذکورہ میں مفصل و مدلل لکھا ہے پھر جب بد مذہبی کسی غریب کو مستحق نار بنا چکی ہے اب اس کی تعظیم و تکریم کیسی جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا قال الرجال للمنافق سیّد فقد غضب ربه

''اے سیّد تو اپنے رب کا غضب اپنے سر پر لیا۔''

(رداة ابو دائود و نسائی) (بسند صحیح)

لطیفه اویسیه

ہمارے دور میں اکثریت کی عادت بن گئی ہے اور بنتی جارہی ہے کہ رب تعالیٰ ناراض بیشک ہو لیکن بد مذہب ناراض نہ ہو یاری کے نشے میں بد مذہب سے ہر طرح کی دوستی اور تعظیم و تکریم و اعزاز و اکرام کا خوب سے خوب تر جاری ہے دوسری طرف یہ غضب کے اپنے مسلک کے بڑوں کے بڑے کے ساتھ بغض و عداوت اور دشمنی بلکہ ہر وقت لڑائی اور جھگڑا۔ اللہ اسلام کی سمجھ دے آمین۔

آخری گذارش

سادات کرام کی تعظیم و تکریم ضروری و لازمی ہے خواہ وہ عملاً جیسا ہو لیکن بد مذہب سیّد نہیں ہوتا اس کی تحقیر و تذلیل ضروری ہے۔

فقیر کی التجا ہے کہ سادات کرام پر لازم بھی ہے کہ وہ اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں عقائد اہلسنت سے منہ نہ ہٹائیں اور بد عملی سے پرہیز کریں تا کہ بد عملی کی وجہ سے انگشت نمائی نہ ہو جس سے اس کا انجام برباد ہو تو سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اپنی اولاد سے پیار فرماتے ہیں اس سے بڑھ کر امت سے شفقت اور رحمت فرماتے ہیں قرآن مجید کی نص شاہد ہے۔

عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بلمو منين رؤف رحيم

ہذا آخر ما رقم قلم الفقیر القادری

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بامطابق ۱۲ جون ۱۹۸۸